غریبوں کے غمخوار

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
ایم۔اے، پی۔ایچ۔ڈی

اور سبھوں کے ساتھ نبھاؤ
اِدارۂ مسعودیہ کراچی
Idara-e-Mas'udia, Karachi

غریبوں کے غمخوار

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
ایم۔اے، پی۔ایچ۔ڈی

وکونو مع الصادقین

اور سچوں کے ساتھ ہوجاؤ

ادارۂ مسعودیہ کراچی
Idara-e-Mas'udia, Karachi

سلسلہ اشاعت نمبر

نام کتاب ________ غریبوں کے غم خوار

مصنف ________ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

تعداد ________ ہزار

قیمت ________

ناشر ________ ادارۂ مسعودیہ، کراچی

سنۂ طباعت ________ ۱۴۱۵ھ / ۱۹۹۴ء

اشاعت ________ دوم

ملنے کے پتے

۱۔ ادارۂ مسعودیہ، ۲/۶، ۲، ۵۔ ای، ناظم آباد، کراچی، فون ۶۶۱۴۷۴۷۔ ۲۱۳۹۷۳

۲۔ المظہر، ۱۳۵۔ پی آئی بی کالونی، کراچی، فون ۴۹۴۸۶۸۱

۳۔ مکتبۂ رضویہ، آرام باغ روڈ، کراچی، فون ۲۱۶۴۶۴

۴۔ شہزاد پبلی کیشنز، ۲۷۲۔ بی، گل گشت کالونی، بوسن روڈ، ملتان، فون ۵۲۳۶۶۰

۵۔ المختار پبلی کیشنز، ۲۵۔ جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل)، صدر، کراچی، فون ۷۷۲۵۱۵

۶۔ مظہری پبلی کیشنز، اے/۲۶۰۶، پی آئی بی کالونی، کراچی، فون ۴۹۴۰۵۳۱

انتساب

○ ـــــــــ مسکینوں کے نام!

○ ـــــــــ غریبوں کے نام!

○ ـــــــــ مظلوموں کے نام!

○ ـــــــــ بے کسوں کے نام!

○ ـــــــــ بے بسوں کے نام!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

تاجدارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو غریبوں سے کتنا پیار تھا۔ اللہ اللہ!
سارے عالم کے غریبوں کو گلے سے لگالیا اور غریبوں کی زندگی اپنالی ——
اب غریب سے غریب انسان یہ نہیں کہہ سکتا، آپ کے گھر میں تو سب کچھ ہے،
میرے گھر میں کچھ نہیں —— " اللہ اکبر! سب کے گھر بھرے ہوئے ہیں،
آپ کا گھر خالی ہے۔ سب کے گھروں میں دنیا کی نعمتیں ہیں، مگر آپ نعمتیں
بانٹ رہے ہیں —— نعمتیں لٹا رہے ہیں —— صلائے عام ہے ——
سب دوڑے چلے آرہے ہیں —— جھولیاں بھر بھر کے لیے
جارہے ہیں ——

دُنیا میں امیروں اور کھاتے پیتوں کی پوچھ ہے —— غریبوں اور
مسکینوں کو کوئی نہیں پوچھتا —— مگر آپ کے دربار میں غریبوں کی پوچھ
ہے —— مسکینوں کی رسائی ہے —— جن کو ساری دنیا نے دھتکارا
اور دھتکار رہی ہے، وہ اس دربار میں نظر آئیں گے —— اللہ اکبر!
بجھے بجھے چہرے نظر آرہے ہیں اور چمکتے دمکتے جارہے ہیں —— ہاں!
اس دربار میں غریبوں کی بڑی رسائی ہے —— وہ غریب ——

- جن کے وسیلوں سے امیروں کو نعمتیں ملتی ہیں۔
- جن کی آہیں عرش معلّٰی تک جا پہنچتی ہیں۔
- جن کے آنسو سیلاب بن کر اُمنڈ پڑتے ہیں۔

○

ہاں یہ غریب بہت عظیم ہیں ـــــ ہاں یہ غریب بہت بلند ہیں ـــــ ذرا سا احسان کیجیے، جان دینے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں، بلکہ جان دے دیتے ہیں ـــــ فقیر کی زندگی میں چند ایسے واقعات گزر چکے ہیں ـــــ آپ بھی سُنیے اور غریبوں کے کردار کی بلندیاں دیکھیے ـــــ کوئٹہ (بلوچستان) میں قیام کے دوران (۷-۱۹۶۶ء) تپ دق کا مارا ایک مسکین بلوچ گرتا پڑتا سڑک پر جا رہا تھا، نزس آیا، تپ دق کے ہسپتال میں داخل کرا یا، دیکھ بھال کرتا رہا ـــــ ہسپتال میں ایک روز اُس نے روتے ہوئے کہا تھا، "صاحب! آپ جہاں جائے گا، ہم آپ کے ساتھ جائے گا" ـــــ ابھی وہ ہسپتال میں تھا کہ فقیر کا تبادلہ سندھ ہو گیا ـــــ جب وہ توانا و تندرست ہو کر ہسپتال سے واپس آیا، فقیر کے بارے میں دریافت کیا اور جب یہ معلوم ہوا کہ فقیر بلوچستان سے سندھ چلا آیا، تو اس کے دل پر ایک چوٹ سی لگی، جانبر نہ ہو سکا، چند دنوں میں دارِ فانی سے کوچ کر گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ٥ ـــــ اور جب سندھ میں سرہند کے قریب ضلع تھرپارکر کے شہر مِٹھی میں تبادلہ ہوا، تو وہاں ایک سندھی باورچی کو اتنی محبت ہو گئی کہ تین سال بعد (۸-۱۹۷۷ء) جب وہاں سے تبادلہ ہوا اُس نے خبر سُنی ـــــ تھوڑی دیر بخار چڑھ گیا ـــــ چار پانچ روز کے اندر اندر مرض اتنا بڑھ گیا کہ جان پر بن گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ اللہ کو پیارا ہو گیا ـــــ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ٥

فقیہ اُس کی نمازِ جنازہ پڑھا کر آیا ـــــ اِس مرحوم کا نام محمد کمال تھا اور اُس مرحوم کا نام محمد شفیع ـــــ اللہ اکبر! ان مسکینوں کے دل محبت سے معمور ہیں، کوئی محبت کر کے تو دیکھے ـــــ محبت کی قربان گاہ میں یہ جان دینے سے بھی دریغ نہیں کرتے ـــــ ہزار ہزار رحمتیں ہوں ان جان دینے والوں پر جو محبت و اُلفت کے چراغ روشن کر گئے اور اپنی جاں نثاری اور فدا کاری کے انمٹ نقوش چھوڑ گئے ـــــ

غریبوں کا حال ہمیں کیا معلوم ـــــ ؟ کسی نے اُن کے گھر کی خبر نہ لی ـــــ کسی نے نہ پوچھا تمہیں دو وقت کا کھانا بھی نصیب ہوتا ہے یا نہیں ـــــ فقیر نے ایک سرکاری ملازم کو دیکھا، ایک ہاتھ میں روٹی، دوسرے میں پانی ـــــ نوالہ کھاتا جاتا پانی کا گھونٹ پیتا جاتا ـــــ پیٹ بھر گیا، خدا کا شکر ادا کیا ـــــ اُن کی تنگ دستی کا یہ عالم ہے کہ موسمی پھل بھی اُن کو نصیب نہیں، بس دیکھ دیکھ کے جیا کرتے ہیں ـــــ ایک بچہ اپنی ماں سے کہہ رہا تھا: "مجھے تو آم اچھے لگتے ہیں، ابو آم لے کر کیوں نہیں آتے۔؟" غم کی ماری ماں کیا جواب دے، حسرت و یاس کی تصویر بنی، بچہ کا منہ تکتی رہ گئی ـــــ نانِ شبینہ کا محتاج اپنے بچوں کے لیے من بھاتی چیزیں کہاں سے لائے ؟ ـــــ اور اپنی آرزوؤں اور تمناؤں کا شہرِ خموشاں کس کو دکھائے ؟ ـــــ اولاد والا ہی اس بے بسی کے عالم میں غریب ماں کے کرب کو محسوس کر سکتا ہے ـــــ بچہ کے سوال نے خرمنِ صبر و قرار کو خاکستر کر کے رکھ دیا ـــــ کہاں سے لائے ؟ ـــــ کہاں سے کھلائے؟ خود کھلا نہیں سکتی، کوئی کھلاتا نہیں، بے بسی ہی بے بسی ہے ـــــ !

○

اے مسکینو! اے غریبو! دیکھو دیکھو! ان بچوں کے لیے امام احمد رضا کے آغوش

کھلے ہیں ____ اپنے محروم بچوں کو یہاں لے کر آتے ____ وہ بچوں کو اُن کی من بھاتی چیزیں کھلا رہے ہیں ____ ہاں اُن کے آقا و مولیٰ بھی تو بچوں سے پیار کرتے تھے۔ وہ اپنے دارالعلوم منظر اسلام کے طلبہ پر بڑے شفیق و کریم تھے ____ خوشیوں کے موقعوں پر عید کے دنوں میں اُن کے لیے نئے نئے کپڑے جوتے اور قسم قسم کے کھانے پکوا کر کھلاتے تھے ____ عرب طلبہ کے لیے عربی کھانا، ہندی طلبہ کے لیے ہندی کھانا، بنگالی طلبہ کے لیے بنگالی کھانا، بہاری طلبہ کے لیے بہاری کھانا، سرحدی طلبہ کے لیے سرحدی کھانا، سندھی طلبہ کے لیے سندھی کھانا، پنجابی طلبہ کے لیے پنجابی کھانا۔ الغرض جس طالب علم کو جو کھانا مرغوب ہوتا وہ پکوا کر اُس کو کھلاتے اور کھلا کھلا کر خوش ہوتے۔ انگریزی مدارس و جامعات میں ہم نے طلبہ کو اپنا حریف سمجھ لیا ہے، وہ ہمارے فرزند دلبند ہیں، مگر اُن کو اپنی محبت و شفقت سے ہم نے محروم کر دیا ____ افسوس ہم نے یہ کیا کیا! ____ امام احمد رضا نے ہم کو وہ سبق سکھایا جو آفت زدہ معاشرے کی کایا پلٹ سکتا ہے ____ امام احمد رضا کی محبت و شفقت کا کیا ذکر کیا جائے، زندگی بھر غریبوں اور مسکینوں کو گلے لگایا اور جب وہ دنیا سے جانے لگے تو اس کٹھن گھڑی میں اُن کو نہ بُھلایا ____ وصال سے چند روز قبل فرمایا: ____ آج کیا دن ہے؟ ____ عرض کیا گیا ____ آج جمعہ ہے ____ فرمایا: جمعہ پر مول ہے ____؟ یہ فرما کر دیر تک حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْل پڑھتے رہے ____ گھڑیاں گزرتی گئیں ____۔ سورج غروب ہوتا رہا، سورج طلوع ہوتا رہا! ____ ہاں آج جمعہ ہے ____ آج وصال کا دن ہے ____ ارشاد ہوتا ہے ____ "پچھلے جمعہ کرسی پر جانا ہوا آج چارپائی پر جانا ہوگا"[1] ____ ہاں زندگی کا آخری جمعہ بھی با جماعت ادا کیا ____

[1] حسنین رضا خاں، وصایا شریف، مطبوعہ لاہور، ص ۵

سفرِ آخرت کی تیاریاں شروع ہو گئیں ـــــ جائداد کے متعلق وقف نامہ مکمل کرایا اور آمدنی کا چوتھائی نیک کاموں کے لیے وقف کر دیا کہ شریعت کے مطابق جانے والے کو اپنے مال میں اتنا ہی تصرف کرنا چاہیئے ـــــ واللہ باللہ! یہ قید نہ ہوتی تو سارا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں لٹا دیتے ـــــ

○

موت آنی ہے، آئے گی، مگر جب معلوم ہو جائے کہ آنے والی، آ گئی، تو جان پر بن جاتی ہے ـــــ ہوش اڑنے لگتے ہیں ـــــ اوسان خطا ہونے لگتے ہیں ـــــ آنکھوں کے نیچے اندھیرا آ جاتا ہے ـــــ انسان اس طرح ہاتھ پیر مارتا ہے، جیسے وہ ڈوب رہا ہو ـــــ مگر وہ بھی ہیں، جو خوشی خوشی آتے ہیں اور خوشی خوشی جاتے ہیں ـــــ عین اضطراب میں ان کی طمانیت کا عالم نہ پوچھیے ـــــ اللہ اکبر!

قُدسیوں کو بھی رشک اس جمعیتِ خاطر پہ ہے
کچھ نہیں کھلتا کہ ہیں کس کے پریشانوں میں ہم

اللہ اللہ: وہ آنے والی گھڑی آ گئی ـــــ بس دو ڈھائی گھنٹے کی بات ہے ـــــ وصیت نامہ لکھوایا جا رہا ہے ـــــ اس میں قوم کے لیے کچھ وصیتیں ہیں، اہلِ خانہ کے لیے کچھ نصیحتیں ہیں، عزیزوں کے لیے کچھ ہدائتیں ہیں ـــــ ہاں غریبوں کے لیے ـــــ جن کو سب بھول جاتے ہیں، مگر امام احمد رضا بسترِ مرگ پر بھی ان کو نہ بھولے ذرا غور تو کریں ـــــ ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر تو دیکھیں ـــــ جس کے خاندان نے شاہانہ آن بان کے ساتھ زندگی بسر کی ہو، آج اُس کے گھر میں غریبوں کے لیے شاہانہ دسترخوان بچھایا جا رہا ہے ـــــ آئیے وصیت کو ایک نظر دیکھئے ـــــ

"فاتحہ کے کھانے سے اغنیاء کو کچھ نہ دیا جائے، صرف فقراء کو دیں اور وہ بھی اعزاز اور خاطر داری کے ساتھ، نہ کہ جھڑک کر۔ غرض کوئی بات سنت کے خلاف نہ ہو۔" [1]

اے پاسدارِ سُنّت تجھ پر لاکھوں سلام! ——— ذرا غور فرمائیں اور بار بار غور فرمائیں ——— کیسی پیاری پیاری ہدایتیں فرما رہے ہیں۔

- فاتحہ کے کھانے میں سے امیروں کو کچھ نہ دیا جائے۔
- صرف فقیروں اور غریبوں کو دیا جائے۔
- وہ بھی عزّت و احترام کے ساتھ، خاطر داری کے ساتھ۔
- غریبوں، مسکینوں کو گھرکیاں، جھڑکیاں دے کر نہ کھلایا جائے۔
- کوئی بات سُنّت کے خلاف نہ ہو۔

ہمارے ہاں بڑے بڑے شہروں میں میّت کے کھانے سے غریب اور مسکین ہی محروم رہتے ہیں، کھاتے پیتے لوگ سب کھا جاتے ہیں، بلکہ بلائے جاتے ہیں ——— امام احمد رضا نے اس بُری رسم کی بیخ کنی فرمائی اور اپنی وصیت سے ایک مُردہ سنّت کو زندہ کیا جس نے غریبوں کے حقوق کو پامال کر رکھا تھا ——— شاید اس لیے پاک و ہند اور عالمِ اسلام کے علماء کرام نے آپ کو "مجدد" تسلیم کیا ہے ———

○

امام احمد رضا نے غریبوں کا حق غریبوں کو دلوایا اور سخت ہدایت فرمائی کہ اس میں سے امیروں کو کچھ نہ دیا جائے ——— پھر فقیروں اور مسکینوں کو دینے والے دیا ہی کرتے ہیں، مگر امام احمد رضا جس باوقار انداز سے دلوانا چاہتے ہیں، اُس انداز سے تو دینے والے نہیں

[1] امام احمد رضا، وصایا شریف، محررہ ۲۸ر اکتوبر ۱۹۲۱ء، مطبوعہ لاہور

دیتے ـــــ امام احمد رضا کے زمانے میں شریف گھرانوں میں فرش و فروش کا رواج تھا، صاف ستھرے فرش بچھائے جاتے، اُن پر قالین سجائے جاتے، گاؤ تکیے رکھے جاتے۔ مگر ان فرش و فروش تک کسی غریب اور مسکین کی رسائی نہ ہوتی، ان کو دُور ہی کھاجاتا، معمولی فرش پر بٹھا کر کھلا دیا جاتا یا دروازے ہی پر دے دلا کر فارغ کر دیا جاتا ـــــ غریبوں کا کوئی خاص اعزاز و اکرام نہ ہوتا ـــــ سارے اعزاز و اکرام امیروں اور افسروں کے لیے مخصوص تھے ـــــ امام احمد رضا کی آنکھوں نے یہ سب کچھ دیکھا تھا ـــــ اُن کے دل میں غریبوں کا درد تھا، غریبوں کے لیے محبت تھی، غریبوں کے لیے عزت تھی، اس لیے وصیت فرمائی کہ جب غریبوں اور مسکینوں کو کھلاؤ تو دیکھنا گھڑک کر اور جھڑک کر نہ کھلانا، عزت و احترام سے کھلانا، اس طرح جس طرح امیروں اور وزیروں کو کھلایا کرتے ہیں ـــــ ان کو حقیر و ذلیل نہ سمجھنا کہ یہ آقائے دوجہاں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دُلارے ہیں۔

ذرا غور فرمائیں امام احمد رضا کیا چاہتے ہیں؟ ـــــ کمرے میں صاف ستھرا فرش بچھا ہو، اس پر پاک صاف دسترخوان بچھا ہو ـــــ غریبوں اور مسکینوں کو محبت و خلوص سے خوش آمدید کہا جا رہا ہو ـــــ ایک ایک کی مزاج پُرسی کی جا رہی ہو اور بٹھایا جا رہا ہو ـــــ پھر اس دسترخوان پر غریبوں کے لیے وہ وہ نعمتیں سجائی جا رہی ہوں جو اُن کے کام و دہن تک نہ پہنچی ہوں، وہم و خیال میں آکر رہ گئی ہوں ـــــ امام احمد رضا نے غریبوں کے لیے جو دسترخوان سجایا ہے ذرا اُس کا نظارہ تو کریں ـــــ اللہ اللہ! کیسی کیسی نعمتیں دکھائی دے رہی ہیں ـــــ کسی نے اپنے دسترخوان پر غریبوں کے لیے یہ نعمتیں نہ رکھی ہوں گی اور پھر اس تاکید کے ساتھ

خبردار! کوئی امیر اس دسترخوان پر نہ آنے پائے ــــــ دنیا نے تو یہ دیکھا ہے کہ نعمتیں امیروں کے دسترخوان پر سجی ہوتی ہیں اور غریب ٹکر ٹکر دیکھتے ہیں ــــــ کچھ بچا تو مل گیا، ورنہ صبر و شکر کیا ــــــ مگر چشمِ عالم نے یہ نظارا نہیں دیکھا کہ غریبوں کے لیے امیرانہ اور شاہانہ دسترخوان سجایا گیا ہو ــــــ اگر نہیں دیکھا تو آئیے! یہ دسترخوان دیکھئے جو امام احمد رضا نے غریبوں اور صرف غریبوں کے لیے سجایا ہے ــــــ اللہ اکبر! کیسی کیسی نعمتیں سجی ہیں ــــــ ذرا دیکھئے تو سہی ــــــ

- دُودھ کا برف خانہ ساز
- بکری کا شامی کباب
- فیرینی
- گوشت بھری کچوری
- انار کا پانی
- اُرد کی پھریری دال مع ادرک و لوازم
- مُرغ بریانی
- پراٹھے اور بالائی
- سوڈے کی بوتل
- سیب کا پانی
- دُودھ کا برف [1]

ہاں امام احمد رضا نے غریبوں کے لیے دسترخوان سجایا ہے ــــــ غریب جمع ہیں ــــــ مزے لے لے کے کھا رہے ہیں، جان و دل سے دُعائیں دے رہے ہیں اور بزبانِ بے زبانی کہہ رہے ہیں ــــــ

- اے احمد رضا! تو نے ہم غریبوں کی کیسی عزّت افزائی فرمائی ــــــ آخرت میں خدا تجھے بھی ایسی عزّت عطا فرمائے ــــــ!
- اے احمد رضا! تو نے ہم غریبوں کو کیسے مزے مزے کے کھانے کھلائے، خدا تجھ کو بھی جنّت میں مزے مزے کے کھانے کھلائے!
- اے احمد رضا! تو نے ہم غریبوں کو کیسی محبت و شفقت سے سینے سے لگایا،

[1] امام احمد رضا، وصیت نامہ، محررہ ۲۸ر اکتوبر ۱۹۲۱ء، مطبوعہ لاہور

کل قیامت کے دن تاجدارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم تجھے اپنے سینے سے لگائیں!

امام احمد رضا نے غریبوں کے کھانے کی فہرست برف سے شروع کی اور برف ہی پر ختم کی ـــــ عرض کیا گیا، برف تو پہلے لکھوایا جا چکا ہے ـــــ فرمایا، لکھ لکھ۔ "میرا رب سب سے پہلے برف ہی عطا فرمائے گا"ـــــ خدا کی شان جب آپ کا جسم نازنین قبر میں اتارا جا رہا تھا، ایک عقیدت مند برف کا خانہ ساز لے کر حاضر ہوئے، جو اُسی وقت غریبوں میں تقسیم کر دیا گیا ـــــ امام احمد رضا کی روح کو قرار آگیا ـــــ اللہ اکبر! دُنیا سے پردہ فرماتے فرماتے بھی غریبوں کی برف سے ضیافت فرمائی اے غریبوں کے غمخوار تیری قبر تجلّیوں سے روشن رہے! ـــــ اس وقت عجیب اتفاق ہوا ـــــ بجلی گئی ہوئی تھی ـــــ موم بتی کی روشنی میں لکھ رہا تھا ـــــ جب قلم نے روشن لکھا، تو بجلی آگئی، ہر طرف روشنی پھیل گئی ـــــ شاید یہ ایک غیبی اشارہ ہے ـــــ ہاں! امام احمد رضا کی قبر روشن ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت تک روشن رہے گی ؎

مثلِ ایوانِ سحر مرقد فروزاں ہو ترا
نور سے معمور یہ خاکی شبستاں ہو ترا

○

وصال سے ۲ گھنٹے، ۱۷ منٹ قبل غریبوں کے لیے کھانے کی فہرست لکھوائی جو اوپر گزری فہرست لکھوانے سے قبل اور پھر بعد میں جو کچھ لکھوایا وہ قابلِ توجہ ہے ـــــ آپ نے لکھوایا،

"اعزا سے بطیبِ خاطر ممکن ہو تو فاتحہ میں ہفتہ میں دو تین بار ان اشیاء سے بھی کچھ بھیج دیں۔" [۱]

پھر جب کھانوں کی فہرست لکھوا چکے، تو لکھوایا ـــــ

"اگر روزانہ ایک چیز نہ ہو سکے" یوں کرو یا جیسے مناسب جانو ـــــ مگر بطیبِ خاطر، میرے لکھنے پر مجبورانہ نہ ہو۔" [۲]

[۱] و [۲] امام احمد رضا، وصیت نامہ، محررہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء، مطبوعہ لاہور

وصیت نامے کے ان الفاظ سے امام احمد رضا کی قلبی کیفیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے ــــــ ایک طرف تو دل کا تقاضا کہ غریبوں کو خوب کھلایئے ــــــ دوسری طرف یہ خدشہ، نہ معلوم کھلانے والے یہ چیزیں دل سے کھلائیں گے بھی یا نہیں کہ غریبوں کے لیے تو یہ چیزیں مہیا نہیں کی جاتیں ــــــ پھر یہ اندیشہ کہ اگر کھلائیں گے تو اعزاز و اکرام کے ساتھ بٹھا کر بھی کھلائیں گے یا نہیں ــــــ غریبوں کے لیے وہ دل کہاں سے لائیں گے جو امام احمد رضا کے سینے میں ہے؛ ــــــ دل کی بات لکھوا رہے ہیں، مگر رُک رُک کر ٹھہر ٹھہر کر ــــــ پورا ہفتہ نہ سہی، ہفتہ میں دو تین بار ہی سہی ــــــ سب نعمتیں نہ سہی، روزانہ ایک دو ہی سہی ــــــ پھر خیال آیا کہیں یہ ایک دو بھی اس لیے نہ کھلائی جائیں کہ احمد رضا نے وصیت کی ہے ــــــ اس لیے صاف صاف لکھ دیا کہ جو کھلائے، دل سے کھلائے، مجبور ہو کر نہ کھلائے ــــــ دربارِ الٰہی میں تو اخلاصِ عمل کی پوچھ ہے، یہ نہیں تو کچھ نہیں۔

○

دنیا کو اچھا نہیں لگتا کہ غریبوں اور مسکینوں کو منہ لگایا جائے، عزت سے بٹھایا جائے، اُن کی خاطر داری کی جائے، اُن کو قسم قسم کے لذیذ کھانے کھلائے جائیں ــــــ جو لوگ بصیرت سے محروم تھے ــــــ جن کے ذہن میں امارت کی بو بسی ہوئی تھی ــــــ جن کے دماغ میں نخوت و غرور کا سودا تھا، جو غریب پروری اور غمخواری کے معنی سے نابلد تھے ــــــ وہ امام احمد رضا کا منہ تکنے لگے ــــــ دیکھ دیکھ کر ہنسنے لگے ــــــ مذاق اڑانے لگے، متعجب لگانے لگے کہ یہ انسان ہے یا کوئی دیوانہ، جو بسترِ مرگ پر لیٹا غریبوں کو یاد کر رہا ہے ــــــ غریبوں مسکینوں کے لیے اس اہتمام کی وصیت کر رہا ہے ــــــ ہاں اہلِ علم و فکر و خیال کا اس پستی میں چلا جانا ایک قومی المیہ ہے جس پر جتنا ماتم کیا جائے کم ہے!

سُن، اے غارت گر جنسِ وفا سُن
شکستِ شیشۂ دِل کی صدا کیا؟

اُن کے شعور نے امام احمد رضا کے دردِ دل کی کسک محسوس نہ کی۔ اُن کے احساس نے مسکینوں کے لیے امام احمد رضا کی روح کی تڑپ محسوس نہ کی ـــــ تو پھر وہ امام احمد رضا کی دل کی گہرائیوں تک کس طرح پہنچتے ـــــ غریبوں اور مسکینوں کے لیے امام احمد رضا کے اضطراب و بے چینی کو کس طرح سمجھتے! ـــــ انھوں نے کچھ نہ سمجھا ـــــ کاش وہ سینے میں دل رکھتے! ـــــ کاش وہ دل میں درد رکھتے! ـــــ

○

جب امام احمد رضا وصیت لکھوا چکے، تو خود دستخط فرمائے اور ساتھ ہی یہ الفاظ بھی تحریر فرمائے: ـــــ

بقلم خود بحالتِ صحت حواس وَاللّٰہ شہید وللہ
الحمد وصلی اللّٰہ تعالیٰ وبارک وسلم [۱]

وصل کی گھڑی قریب آرہی ہے ـــــ عزیزوں پر کیا بیت رہی ہوگی ـــــ احباب پر کیا گزر رہی ہوگی ـــــ عقیدت مندوں کا کیا حال ہوگا؟ ـــــ یہ شعر ہر دِل کی آواز بن گیا ہوگا ؎

یُوں نہ پردہ کرو خدا کے لیے　　دیکھو دُنیا تباہ ہوتی ہے

ـــــ اللہ اکبر! وصال تک تمام کام گھڑی دیکھ کر ٹھیک وقت پر ارشاد ہوتے رہے ـــــ کبھی اس شان سے جانا کسی نے دیکھا ہے؟ ـــــ جب ۲ بجنے میں ۴ منٹ باقی تھے۔ وقت پوچھا ـــــ عرض کر دیا گیا ـــــ فرمایا: گھڑی کھلی ہوئی سامنے

---

[۱] امام احمد رضا: وصیت نامہ، محررہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء، مطبوعہ لاہور

رکھ دو" ـــــ اللہ اللہ! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ علام الغیوب نے وقت بتا دیا تھا، بیشک اُس کی عطا سے وہ علم بھی مل جاتا ہے، جس کو اُس نے صرف اور صرف اپنے خزانے میں محفوظ رکھا ہے ـــــ بڑے صاحبزادے مولانا محمد حامد رضا خاں خدمت اقدس میں حاضر ہوئے ـــــ فرمایا، "وضو کر آؤ، قرآنِ عظیم لاؤ" ـــــ ابھی وہ نہ آئے تھے کہ چھوٹے صاحبزادے مفتی محمد مصطفےٰ رضا خاں حاضر ہوئے ـــــ فرمایا: بیٹھے کیا کر رہے ہو، سورۂ یٰسین شریف اور سورۂ رعد شریف تلاوت کرو ـــــ تلاوت ہو رہی ہے، آفتاب شریعت غروب ہو رہا ہے ـــــ بس چند منٹ باقی ہیں ـــــ سفر کی دعائیں پڑھ رہے ہیں اور بار بار پڑھ رہے ہیں کہ آج اس سفر پر جانا ہے کہ پھر واپس نہیں آنا ـــــ اچانک کلمۂ طیبہ پڑھا، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ـــــ آن کی آن میں دم سینے پر آگیا ـــــ جب سینے سے باہر نکلا تو چہرے پر ایک نور چمکا اور روشنی پھیل گئی ـــــ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ـــــ آج جمعہ ہے اور ٹھیک نماز جمعہ کا وقت ـــــ صفر کی ۲۵ تاریخ ہے اور سنہ ۱۳۴۰ھ ـــــ اکتوبر کی ۲۸ تاریخ اور سنہ ۱۹۲۱ء ـــــ

حیف در چشم زدن صحبتِ یار آخر شد
رُوئے گُل خوب ندیدم و بہار آخر شد

وہ اس طرح چلے گئے، جس طرح گلشن سے بُوئے گُل چلی جاتی ہے ـــــ خود فرمایا، اور خوب فرمایا: ـــــ

"جنہیں ایک جھلک دکھا دیتے ہیں، شوقِ دیدار میں ایسے جاتے ہیں کہ جانا معلوم بھی نہیں ہوتا" [1]

---

[1] حسنین رضا خاں، وصایا شریف، مطبوعہ لاہور، ص ۱۵

بے شک ایسے گئے کہ جانا معلوم ہی نہ ہوا ـــــ ہاں ! ؎

دِل تو جاتا ہے اُس کے کوچہ میں

جا، مری جاں، جا، خدا حافظ

اے احمد رضا! ـــــ اے غریبوں کے غمخوار ـــــ اے مسکینوں کے دلدار ـــــ اے مظلوموں کے دادرس ـــــ اے بیکسوں کے فریادرس، تجھ پہ ہزار بار سلام ـــــ ہاں رُوحِ انسانیت تجھ کو سلام کرتی ہے ـــــ دلِ دردمند تجھ کو سلام کرتا ہے ـــــ دیدۂ بینا تجھ کو سلام کرتا ہے ـــــ چشمِ اشکبار تجھ کو سلام کرتی ہے ـــــ جانِ بیتاب تجھ کو سلام کرتی ہے ـــــ رُوحِ مضطر تجھ کو سلام کرتی ہے ـــــ مظلوموں کی آہیں تجھ کو سلام کرتی ہیں ـــــ غریبوں کی فریادیں تجھ کو سلام کرتی ہیں ـــــ ماہِ تاباں تجھ کو سلام کرتا ہے ـــــ مہرِ درخشاں تجھ کو سلام کرتا ہے ـــــ ابرِ باراں تجھ کو سلام کرتا ہے ـــــ سفید و سیاہ تجھ کو سلام کرتے ہیں ـــــ فکر و شعور تجھ کو سلام کرتے ہیں ـــــ ہاں!ـــ

- ○ ـــ تو عاشقِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے ـــــ
- ○ ـــ تو دلدارِ مجتبےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے ـــــ
- ○ ـــ تو محبوبِ مرتضےٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ہے ـــــ
- ○ ـــ تو نائبِ غوث الورٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے ـــــ

تجھ پر سلام ══ ● ══ ہزار بار سلام!

۱۳ جمادی الثانی ۱۴۱۰ھ

۱۱ر جنوری ۱۹۹۰ء

احقر محمد مسعود عفی عنہ

وكونوا مع الصادقين

اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ